زرِ سالانہ دو روپے	اردو کی نئی اور پرانی مطبوعات کا خبرنامہ	رجسٹرڈ نمبر ایل 6 46 19

ماہنامہ **نگارشات** امروہہ

جلد ۱	فروری سنہ ۱۹۷۲ء	شمارہ ۵-۶

قصیدۂ عذب البیان در مدح حمیدہ سلطان

(از جناب حسن نعیم ڈائرکٹر ایوان غالب دہلی)

مدح دانش ہو جو اوصافِ حمیدہ لکھوں
جلوہ فرما ہے جو اوراق کے آئینوں میں
جس نے ہر لفظ کو موتی سے گراں سمجھا ہو
ایسی گرمی ہے نگارش میں نوا کی لے میں
اس کی تحریر میں خوشبوئے جنوں ہے اتنی
جس نے سو ناز اٹھائے ہوں الم کے اس کو
مختصر گوئی بھی اک حسن تمنا خوانی ہے

کوئی ایسا تو ملا جس کا قصیدہ لکھوں
اس کی توصیف میں کیوں حرف شنیدہ لکھوں
اس کو کیا شاہ صدف گوہر دیدہ لکھوں
جی یہ چاہے ہے اسے شعلہ گزیدہ لکھوں
دل معطر ہو اگر میں گل چیدہ لکھوں
کیوں نہ اپنی ہی طرح درد کشیدہ لکھوں
کیا ضروری ہے حسن ایک جریدہ لکھوں

وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

آپا حمیدہ سلطان صاحبہ اردو کی سچی اور اچھی خادمہ اور معروف و مشہور مصنف ہیں اور دلی والے انہیں عقیدت و محبت سے آپائے اردو (بروزن باپائے اردو) کہتے ہیں غالب کے خاندان کی چشم و چراغ اور عالی جناب فخرالدین علی احمد صاحب بالقابہ وزیر مرکزی حکومت ہند کی چھوٹی بہن ہیں۔ دلی میں انجمن ترقی اردو کی روح رواں ہیں اور انہیں کے دم سے ہر سال مزار غالب پر غالب کی برسی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حسن نعیم صاحب پچھلے سال اس ایوان غالب کے ڈائرکٹر بنائے گئے ہیں جو حمیدہ سلطان صاحبہ کے برادر بزرگ فخرالدین علی احمد صاحب اور بیگم فخرالدین علی احمد صاحب کی انتھک کوششوں کی لگاتار محنت کا ثمرہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیگم و جناب فخرالدین صاحب نے اردو جیسی یتیم زبان کے ایک شاعر کے نام پر ایسی عالی شان عمارت کھڑی کر دی جو مدتوں اردو زبان و ادب سے ان دونوں کی دلچسپی اور خدمت کی یادگار بن کر قائم رہے گی۔ حسن نعیم صاحب کے بارے میں بطور تعارف عرض ہے کہ وہ علمی آدمی تو نہیں ہیں البتہ شعر و

شاعری کا شوق ضرور رکھتے ہیں اور مشق سخن جاری رہی تو ایک نہ ایک دن اپنا مقام بھی پیدا کریں گے جس کے امکانات ان کے ڈائرکٹر ایوان غالب مقرر ہونے کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں اس لیے کہ دلّی میں رہنے کے باوجود "کھائیں گے کیا؟" کی فکر سے آزاد ہیں جو غالب کو کھائے جاتی تھی۔ صرف یہی نہیں رہنے کے غم سے بھی فارغ ہیں۔ غالب زندگی بھر ادھر ادھر سا زوسامان اٹھائے پھرتے رہے اور انہیں ڈیڑھ سو، سوا سو برس پرانی دلی میں ایسے مکانات میں رہنا پڑا کہ برسات میں مینھ گھڑی بھر برسے گھر کی چھت گھنٹہ بھر برسے حسن نعیم صاحب کو غالب کی بہ نسبت قیام وطعام کی ہر سہولت آج کی شینی دلّی میں میسر آگئی ہے اور ان کے رہنے کا مستقل انتظام قیمتی فرنیچر سے آراستہ ایک شاندار فلیٹ میں کر دیا گیا ہے جو ایوان غالب کا ہی ایک حصہ ہے۔ غرض ہر اس سہولت سے وہ فیض یاب ہیں جس کے لیے غالب ترستا رہا۔ حسن نعیم صاحب اگر اس آرام و آسائش کے خوگر نہ ہو گئے اور تن آسانی سے انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا تو ان کا رنگ طبیعت ضرور نکھرے گا۔ اب بھی اگر وہ بڑے قصیدہ گو نہ بنیں تو اس صنف سخن کی بدقسمتی ہے۔

معروف شخصیتوں مثلاً معمر لوگوں میں قاضی عبدالودود صاحب ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب مالک رام صاحب علی جواد زیدی صاحب محمد عتیق صدیقی صاحب یا نسبتہً کم عمر لوگوں میں رشید حسن خاں صاحب، نثار احمد فاروقی صاحب ڈاکٹر وحید اختر صاحب وغیرہ کے بجائے حسن نعیم صاحب کا بحیثیت ڈائرکٹر ایوان غالب مقرر کیا جانا شاید اس لیے زیادہ مناسب و موزوں سمجھا گیا کہ غالب بھی علمی آدمی نہ تھے بلکہ انہوں نے علمی معاملات میں جب بھی دخل دیا ٹھوکریں کھائیں۔ قاضی عبدالودود صاحب کے مضامین اس حقیقت کے شاہد ہیں البتہ ابھرتے شاعر جناب حسن نعیم کے ڈائرکٹر ایوان غالب ہونے کی صورت میں غالب کی شاعرانہ روایات کی پاسداری و نگہداشت کے امکانات زیادہ روشن ہو گئے۔ چنانچہ حسن نعیم صاحب نے قصیدۂ عذب البیان در مدح حمیدہ سلطان لکھ کر بھی غالب کی شاعرانہ رعایتوں اور روایتوں کا پاس کیا ہے غالب کے ممدوح معمولی پنشن کے سوا غالب کو کچھ نہ دے سکے، لیکن حسن نعیم صاحب کامران و بامراد ہیں اور انشاء اللہ اپنی خدمت کے صلے میں انہیں آئندہ بھی کامرانیاں نصیب ہوں گی۔ مندرجہ بالا اشعار سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حسن نعیم صاحب کا مزاج قصیدہ گوئی سے مناسبت رکھتا ہے اور اٹھان یہ بتا رہی ہے کہ انہیں اس صنف سخن سے خاص لگاؤ ہے۔ غالب کی بعض سنتوں کی طرح جن سے حسن نعیم صاحب شغل و شغف فرماتے ہیں، قصیدہ گوئی خود غالب کی ایک سنت ہے۔ اس لیے حسن نعیم صاحب سے بحیثیت ڈائرکٹر ایوان غالب کوئی علمی کارنامہ (جس کی کچھ توقع بھی نہیں کرنا چاہیئے) انجام پا سکے یا نہ پا سکے قصیدہ گوئی کی مردہ رسم میں جان تو پڑ ہی جائے گی جو حسن نعیم صاحب کے لیے مبارک فال ہے۔

قصیدہ گوئی بڑا نازک فن ہے ہمارا پر خلوص مشورہ ہے کہ وہ اس فن کی نزاکتوں کا بھی خیال رکھیں اور محتاط انداز بیان کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ خصوصاً جہاں معاملہ صنف نازک سے تخاطب کا ہو اس لیے کہ ایک لفظ کا بھی غیر محتاط استعمال مدح کو قدح میں بدل دینے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ہمیں یاد ہے ڈاکٹر خورشید الاسلام نے اپنی ایک کتاب کا انتساب ایک صاحب کے نام کیا تھا جنہیں وہ آپا کہتے تھے مگر انتساب میں جو شعر لکھا تھا اسے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور انہیں داد دیں۔

اے دریغا نیست ممدوح سزاوار مدیح
اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل

عرض کرنا یہ تھا کہ قصیدہ میں جتنے شعر کہے جائیں شاعر ان سب ہی کو قائم نہ رکھے۔ ہونا یہ چاہیئے منتخب اور صاف ستھرے اشعار برقرار رہیں بقیہ خارج کر دیے جائیں۔ مثلاً اسی قصیدہ کے ایک شعر میں قصیدہ کے گل چیدہ (ممدوحہ موصوفہ) کو الم کا ناز بردار کہا گیا ہے اور شاعر نے اپنی مانند ممدوحہ کو درد کشیدہ بتایا ہے یا ایک دوسرے شعر میں کہم گرچہ

اور سنگ گزیدہ (جو ظاہر ہے مدح میں استعمال نہیں ہو سکتے) کے انداز پر بطور تعریف و توصیف ایک نئی ترکیب شعلہ گزیدہ ایجاد فرمائی گئی ہے۔ اگر قافیہ کی ضرورت نے اس عجز بیان پر مجبور کر دیا تو خیر ورنہ قصیدہ میں ممدوحہ کو دردکشیدہ اور شعلہ گزیدہ کہنا مدح سے زیادہ ذم و قدح کے پہلو رکھتا ہے ایک صورت یہ بھی ہے کہ دردکشیدہ کی جگہ دُردکشیدہ پڑھا جائے مگر پھر بھی جو معنی پیدا ہوں گے وہ ممکن ہے شاعر کے حسب حال ہوں ممدوحہ کے لیے تو نہ صرف یہ کہ خلاف حقیقت ہیں بلکہ مشرقی معاشرے میں کچھ اور بھی مذموم ہو جاتے ہیں دراصل شعر کے معاملے میں مشکل یہ ہے کہ اسے سن کر یا پڑھ کر ایک شخص معانی کی جستجو میں ان دور دراز خطرناک مطالب تک پہنچ سکتا ہے اور پہنچ بھی جاتا ہے۔ جو شاعر کا مقصود اصلی تو نہیں ہوتے مگر شعر کے الفاظ اس سمت رہنمائی کرتے ہیں قصیدہ کے الفاظ میں انتخاب الفاظ و تراکیب ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے سننے یا پڑھنے والے کے لیے اِدھر اُدھر بھٹکنے کی کوئی راہ نہ نکلے اور الفاظ سے وہی مطالب اخذ ہو سکیں جو شاعر کی مراد ہیں۔ بہرحال قصیدہ میں حسن نعیم صاحب نے جیسے شعر نکالے ہیں ان کے پیش نظر توقع کی جاتی ہے کہ وہ انشاء اللہ مزید کاوش سے صاف ستھرے قصیدے بھی کہہ سکیں گے۔

ع۱ - ایک لطیفہ یاد آیا کسی مشاعرے کے لیے مصرع طرح "کیا ہی کنڈلی مار کر بیٹھا ہے جوڑا سانپ کا" رکھا گیا۔ ایک منتشاعر نے دیگر قوافی کے ساتھ "گھوڑا" بھی باندھ دیا تھا مکمل شعر یاد نہیں۔ البتہ مصرعہ ثانی یہ تھا "فارسی میں اسپ ہے ہندی میں گھوڑا سانپ کا"۔ ہم جیسے ایک طالب علم نے دریافت کیا کہ حضرت "فارسی میں اسپ ہے ہندی میں گھوڑا" یہاں تک تو آپ نے خوب فرمایا مگر یہ "سانپ کا" کس حساب میں جائے گا؟ فرمانے لگے کہ "یہ ردیف کا معاملہ ہے اس لیے مقفی ہے یہ تو ہر شعر میں آئے گی"۔

Regd. No L. 1846
R.N. 22057/71

The Nigarishat, AMROHA (U.P.)

عروجِ آدم

مشہور شاعر نعت سروش کی منتخب ریڈیائی نظمیں
اعلیٰ کتابت، انگلیزڈ پیپر
خوب صورت طباعت۔
بہترین بائنڈنگ۔
قیمت صرف پانچ روپے۔ علاوہ محصول

گرمیٔ اندیشہ

صغیر احمد صوفی کی شاعری احساس کی شاعری ہے احساس جو لطیف بھی ہے اور شدید بھی۔ صوفی کی شاعری فکر اور اسلوب کی شاعری دونوں اعتبار سے تازہ دم ہے۔ کتابت و طباعت اعلیٰ، خوب صورت جلد قیمت پانچ روپے علاوہ محصول۔

جزیرۂ سخنوراں

غلام عباس کا یہ مشہور ناول اردو میں طنز کا کارنامہ ہے ناول میں اپنی شعراء کی بے رنگی، کھوکھلے پن اور زندگی سے بے تعلقی کو بے حد فن کارانہ انداز میں اجاگر کیا گیا ہے کہ کوئی پڑھنے والا ان کے تخیل کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی، زبان کی شگفتگی اور بیان کی سچائی ہے سخنوروں کی محفل شعر و سروران کی رہائش غرض کسی متعلقہ موضوع کو لکھتے وقت مصنف کا قلم اوچھا نہیں پڑا ہے۔ قیمت دو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک

پری خانہ

اودھ کے آخری عیاش تاجدار رنگیلے پیا جان عالم واجد علی شاہ کی معاشقوں کی داستان خود انہیں کی زبان سے سنیئے۔ عورت ان کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ حرم سرا کی خود نوشت رنگین داستان میں انہوں نے فرانس کے انقلابی مفکر روسو کی طرح بڑی بے باکی سے اپنے معاشقوں کی عبرت ناک کہانی سناتے ہوئے اپنی تمام جنسی کمزوریوں کا اعتراف کیا ہے۔ قیمت صرف تین روپے، علاوہ محصول

کتیا

شوکت تھانوی کا معرکۃ آلارا ناول

نام پڑھ کر ہی قہقہہ مار کر ہنسنے کو جی چاہتا ہے۔ پھر سوچیے۔ کہ اس ناول میں کیا کچھ ہوگا۔ موجودہ دور میں جتنے پڑھنے والے شوکت کو ملے اتنے اور کسی کو نہیں ملے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آج بھی ان کے پڑھنے والوں میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہی ہوا۔ ہم نے ان کا یہ معرکۃ آلارا ناول چھاپ کر دراصل ان کے پڑھنے والوں کی فرمائش پوری کی ہے قیمت تین روپے

غم غلط

شوکت تھانوی کا شمار اردو کے مزاحیہ نگاروں کی صف اول میں ہوتا ہے ان کی ساری غم غلط شاعری کو اس مجموعہ میں یک جا کر دیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ مزاحیہ ادب میں ایک اضافہ ہے۔ قیمت دو روپے۔ علاوہ محصول

چچا چھکن

امتیاز علی تاج کے چچا چھکن کی بدحواسیاں ضرب المثل بن چکی ہیں اور اس جاندار شخصیت نے اتنی مقبولیت پائی ہے کہ بہت سے لکھنے والوں نے تاج کی تقلید میں چچا چھکن پر طبع آزمائی کی ہے مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی۔ قیمت ڈھائی روپے

بک کارنر دانشمندان اسٹریٹ امروہہ۔ یو۔ پی

مالک ایڈیٹر، پرنٹر پبلشر ایم ایچ رضوی۔ مطبوعہ کوہ نور پریس، لال کنواں دہلی۔ پتہ۔ نگارشات امروہہ۔